© rasailojaraid.com

قادیانی مسئلہ...... چند سوالات وشبہات کا ازالہ

مولانا زاہد الراشدی

۶/اپریل کو جہلم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کا اہتمام میونسپل گراؤنڈ میں کیا گیا تھا اور اس کے لیے جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے مہتمم عزیزم مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق سلمہ اور ان کے رفقاء کی ٹیم نے خاصی محنت کی اور کانفرنس کی میزبانی اور انتظام کے فرائض سرانجام دیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، تحریک خادم اہل سنت کے امیر مولانا قاضی ظہور الحسن اظہر اور پاکستان شریعت کونسل صوبہ پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خان بشیر نے جہلم اور ارد گرد کے اضلاع کا دورہ کر کے علمائے کرام اور دینی کارکنوں کو توجہ دلائی اور ان سب کی محنت سے عوام کا ایک جم غفیر مغرب کی نماز کے بعد سے فجر کی اذان تک عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے علمائے کرام کے ارشادات سے مستفید ہوتا رہا، جب کہ خطباء میں مذکورہ حضرات اور راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا عالم طارق، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا محمد ریاض خان سواتی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر اور مولانا سعید یوسف خان بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس حوالے سے سب اہل دین کے شکریے کی مستحق ہے کہ ملک کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات کا اہتمام کر کے اس تحریک کو عوامی سطح پر زندہ رکھے ہوئے ہے۔

اس سے اگلے روز ۷/اپریل کو میں نے چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل کی، جس کی صدارت صاحبزادہ مولانا رشید احمد نے کی اور مقررین میں پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد رفیق جامی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر سرکردہ علمائے کرام کے علاوہ راقم الحروف اور مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد بخاری بھی شامل تھے۔ سید منیر احمد بخاری نے جو قادیانی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے، اپنے قبول اسلام کی داستان سنانے کے ساتھ ساتھ یورپی ممالک میں قادیانیوں کے کام کرنے کے انداز کا ذکر کیا، جو میرے خیال میں اس کانفرنس کا حاصل تھا۔ بخاری صاحب قبول اسلام کے بعد سے مسلسل اس محاذ پر سرگرم ہیں، اللہ پاک قبولیت سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راقم الحروف نے ان دونوں کانفرنسوں میں حاضری دی کہ ''میری دونوں سے آشنائی ہے'' اس موقع پر جو معروضات پیش کیں، ان کا خلاصہ نذرِ قارئین ہے:

قادیانیت کے حوالے سے چار سوالات بڑے اہم ہیں۔ ایک سوال یہ ہے کہ کسی شخص کو نبی کہہ دینے سے آخر کیا فرق پڑ جاتا ہے؟ ہم بھی تو اپنے بزرگوں کو بھاری بھرکم القابات سے نوازتے ہیں، جو بسا اوقات خوفناک حد تک بھاری بھرکم ہو جاتے ہیں۔ اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے، جو علمائے کرام علمی حوالوں سے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں ایک صدی سے دیتے آ رہے ہیں اور بڑے بڑے اہل علم نے اس کے لیے محنت کی ہے۔ یہ علمی اور تحقیقاتی جوابات اپنی جگہ درست اور ضروری ہیں لیکن ایک جواب علامہ اقبال نے دیا تھا، جو کامن سینس میں ہے اور آج کی دنیا کے لیے زیادہ قابل فہم ہے۔ انھوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ خط کتابت میں کہا تھا کہ نبی چونکہ اللہ تعالیٰ کا براہ راست نمائندہ ہوتا ہے اور اس کی ہر بات حجت ہوتی ہے اس لیے کسی کو نبی مان لینے سے وفاداری کا مرکز تبدیل ہو جاتا ہے اور پہلا نبی وفاداری کا مرکز نہیں رہتا۔ اس کی مثال میں عرض کرتا ہوں کہ جیسے ہم سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بحیثیت نبی اور رسول ان پر ایمان رکھتے ہیں، ان کی کتاب تو راۃ کو بھی مانتے ہیں اور کتاب حق تصور کرتے ہیں، لیکن وہ ہمارا مرکز وفاداری نہیں ہیں، اس لیے کہ ہم ان کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور ہماری تمام تر وفاداری کا مرکز انہی کی ذات گرامی ہے، حتیٰ کہ ہم قرآن کریم کی آیات بھی وہی مانتے ہیں جن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی آیات قرار دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تو راۃ کی بھی وہی باتیں مانیں گے، جن کی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں تصدیق موجود ہے۔

اقبال کا کہنا ہے کہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وہ نبی ہے، اس پر وحی آتی ہے اور وہ خدا کا نمائندہ ہے، اس لیے اس کو ماننے والوں کا مرکز وفاداری وہی ہے اور وہ قرآن وسنت کی باتوں کو اسی معنی ومفہوم میں مانتے ہیں، جو مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے، اس لیے ان کا مرکز وفاداری مرزا غلام احمد ہے اور اس طرح قادیانی جماعت نے ملّت اسلامیہ کے مرکز وفاداری کو تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے، جب کہ امّت مسلمہ کا مرکز وفاداری جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ کل بھی وہی تھے، آج بھی وہی ہیں اور قیامت تک وہی رہیں گے۔ وحی اور نبوت کے عنوان سے امّت کا مرکز وفاداری تبدیل کرنے کی کوئی کوشش امّت کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ قادیانی گروہ پاکستان میں ایک چھوٹی سی اقلیّت ہے اور مسلمان بہت زیادہ اکثریت میں ہیں، اس لیے ملک کی غالب اکثریت کو ایک چھوٹی سی اقلیّت سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے لیے اتنی لمبی چوڑی تگ و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دواور محنت کی آخر کیا ضرورت ہے؟ اس سوال کے جواب میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کا حوالہ دینا چاہوں گا، جن کی وزارت عظمٰی کے دور میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے دستوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا تھا، لیکن اس سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ اقلیّت جب تک اقلیّت رہے کوئی خطرے کی بات نہیں ہوتی، لیکن کوئی اقلیّت اگر سازشی ٹولے کا روپ دھار لے تو وہ کتنی ہی چھوٹی اقلیّت کیوں نہ ہو، ملک کے لیے مسلسل خطرہ ہوتی ہے اور قوم کو اس سے خبردار کرنا اور خبردار کرتے رہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس پس منظر میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی اس بات پر غور کریں جو انہوں نے ایک سوال جواب میں کہی کہ قادیانی گروہ پاکستان میں وہی پوزیشن حاصل کرنا چاہتا ہے، جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ وہاں کوئی پالیسی یہودیوں کی مرضی کے بغیر تشکیل نہیں ہو پاتی۔

یہودی بھی امریکا میں ایک چھوٹی سی اقلیّت ہیں اور اب سے ایک صدی قبل امریکا میں ان کی ایسی ہی حیثیت تھی، جو اس وقت پاکستان میں قادیانیوں کی ہے، مگر انہوں نے رفتہ رفتہ محنت کی اور تعلیم، سیاست، معیشت اور سائنس و ٹیکنالوجی کے شعبوں میں مہارت حاصل کر کے اپنا اثر ورسوخ بڑھایا اور کم وبیش نصف صدی کی محنت سے امریکا کی صنعت وحرفت، سیاست، معیشت اور میڈیا کے میدانوں میں اپنا اثر ورسوخ اس قدر بڑھا لیا کہ آج پورا امریکا ان کے کنٹرول میں ہے اور امریکا کا کوئی طاقت ور ترین صدر بھی یہودیوں کی منشا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا، بلکہ امریکا پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے ذریعے یہودی پوری دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ پاکستان کے قیام کے بعد یہاں بھی قادیانیوں کا رخ اسی جانب تھا۔ جسے تحریک ختم نبوت کے ہزاروں کارکنوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر بریک لگا دی۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے بھی اس خطرے کی بُو سونگھ لی اور قوم کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا راستہ روک دیا۔ قادیانیوں کا ایجنڈا آج بھی یہی ہے، جس کے لیے انہیں عالمی استعمار کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے، اس لیے اس محاذ پر خبردار رہنا اور قوم کو خبردار کرتے رہنا ہم سب کی دینی وقومی ذمہ داری ہے۔

تیسرا سوال میں اپنے حکمرانوں سے کر رہا ہوں کہ انہیں آج کل اپنی رٹ قائم رکھنے کا مسئلہ درپیش ہے اور وہ اس کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں جاتا، مگر میرا سوال یہ کہ قادیانیوں نے گزشتہ تین عشروں سے ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلے کو مسترد کر رکھا ہے، وہ اپنے بارے میں دستور وقانون کو ماننے سے انکاری ہیں اور تین عشروں سے ملک کے اندر اور باہر عالمی سطح پر دستور وقانون کی ان شقوں کے خلاف مہم جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کی حدود میں ملک کا قانون بے اثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا یہ ساری صورت حال ہمارے حکمرانوں کے نزدیک حکومتی رٹ کے لیے چیلنج نہیں ہے؟ اور اس گروہ کی کھلی بغاوت کو روکنے کے لیے وہ کون سے اقدامات کر رہے ہیں؟

© rasailojaraid.com

میرا چوتھا سوال عوام سے ہے، علمائے کرام سے ہے، دینی کارکنوں سے ہے اور محبِّ وطن شہریوں سے ہے کہ کیا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کے بعد ہماری جدوجہد مکمل ہو گئی ہے؟ ہم بڑی خوش فہم قوم ہیں۔ ایک مورچہ جیتنے کے بعد مکمل فتح کا بگل بجا دیتے ہیں اور چین کی نیند سو جاتے ہیں۔ ابھی ہم نے تحفظ ناموس رسالت میں ایک کامیابی حاصل کی ہے کہ دینی حلقوں کی طرف سے اتحاد کے بھرپور مظاہرے اور عوام کے سڑکوں پر آجانے کی وجہ سے حکومت نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر رہی، اس لیے کامیابی پر پوری قوم مبارکباد کی مستحق ہے لیکن یہ کامیابی مکمل کامیابی نہیں ہے، اس لیے کہ جدوجہد ابھی جاری ہے۔ میں اس کی مثال یوں دوں گا کہ ہم نے ایک اچھی وکٹ حاصل کر لی ہے لیکن میچ ابھی جاری ہے، اس لیے کہ قوم کا یہ فیصلہ قبول کرنے سے مغربی ملکوں نے انکار کر دیا ہے اور اس فیصلے کے بعد بھی یورپی پارلیمنٹ اور امریکی کانگریس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ وہ اس سلسلے میں پاکستانی عوام اور حکومت کے فیصلے کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور ہر قیمت پر اپنا فیصلہ ہم پر مسلّط کرنا چاہتے ہیں، اس لیے تحریک ابھی جاری ہے اور بڑے لمبے عرصے تک جاری رہے گی۔ عالمی استعمار ہمارے دستور سے نہ صرف ان دو قوانین کو ختم کرانا چاہتا ہے، بلکہ قرارداد مقاصد کو ختم کرانا چاہتا ہے، اسلامی دفعات کو ختم کرانا چاہتا ہے، نفاذ اسلام کے وعدوں اور کوشش کو ختم کرانا چاہتا ہے اور سرے سے پاکستان کی اسلامی نظریاتی شناخت کو ختم کر کے اسے ایک سیکولر ریاست میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے، اس لیے ہمیں اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب تک عالمی استعمار کا ایجنڈا باقی ہے، ہماری جدوجہد بھی جاری رہے گی اور اس کے لیے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت عطا فرمائیں، آمین، یارب العالمین۔